مسلم لیگی حکمرانوں نے پاکستانی عوام اور مفادات کو پس پشت ڈال کر امریکہ کی خاطر تحریک طالبان پر الزامات عائد کئے۔ ہمیں امید ہے کہ فوجی حکمران جو خود مجاہدین ہیں تحریک طالبان کو مکمل سپورٹ کریں گے۔ یعنی ان کی اخلاقی، سیاسی، معاشی مدد کریں گے۔ اور وسیع البنیاد حکومت کی رٹ نہیں لگائیں گے۔ الحمد للہ تحریک طالبان افغانستان میں تمام اقوام احزاب اور مسالک کے لوگ شامل ہیں۔ اس سلسلے میں فوجی حکمرانوں کو امریکی اور بین الاقوامی دباؤ کا بھرپور مقابلہ کرنا چاہیے۔ مسئلہ کشمیر جسے بے نظیر اور نواز شریف جیسے غداروں کی وجہ سے کافی نقصان پہنچایا گیا ہے پر ٹھوس پالیسی اپنانی چاہیے۔ اس سلسلے میں افواج پاکستان کا کردار ماضی میں اطمینان بخش ہی نہیں بلکہ قابل تحسین بھی رہا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ موجودہ فوجی حکمران اس کیلئے کوئی سودا بازی نہیں کرینگے جیسا کہ نواز شریف نے کارگل کے محاذ پر کی۔ اسی طرح بھارت کے سابق وزیر اعظم گجرال کے "ہندوستان ٹائمز" میں لکھے گئے کالم میں نواز شریف کی "حب الوطنی" کی قلعی کھل گئی ہے۔ نواز شریف پر پاکستان اور کشمیر سے غداری کے جرم میں بے نظیر سمیت غداری کا مقدمہ درج کرنا چاہیے۔ ہمیں امید ہے کہ کشمیر کے متعلق امریکی فارمولے تھرڈ آپشن یعنی خود مختار کشمیر یا کنٹرول لائن کو مستقل سرحد ماننے جیسی تجاویز کو جوتے کی نوک سے ٹھکرا دیا جائیگا۔ کشمیری عوام اور مجاہدین نے فوجی حکمرانوں کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ خوشی اور مسرت دیرپا ثابت ہوگی۔ ایٹمی اور میزائل پروگرام میں برتری جو افواج پاکستان کے طفیل ہی ملک کو حاصل ہوئی ہے ہمیں یقین ہے کہ فوجی حکمران اور ملک کے محافظین ملک و ملت کی آرزوؤں اور مبنی بر انصاف موقف کو پس پشت نہیں ڈالیں گے۔ ماضی کے کاروباری ذہن رکھنے والے حکمرانوں نے تو امریکہ جاکر ایٹمی پروگرام کو فروخت اور سی ٹی بی ٹی پر سائن کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ قوم کو یہ توقع ہے کہ پاکستان کی بگڑی ہوئی وزارت خارجہ اور بیرونی ممالک بھیجے گئے سفراء پر خصوصی توجہ دی جائیگی۔ امریکہ اور مغرب سے تعلقات ضرور ہونے چاہیں ہم اس سلسلے میں اتنے تنگ نظر نہیں ہیں لیکن یہ تعلقات مساویانہ اور برابری کی سطح پر ہونے چاہیں تاکہ غلام اور آقا کا فرق باقی نہ رہے۔

اور اگر آپ حکمران بیرونی دباؤ اور اپنے طول اقتدار کے فریب میں آگئے اور اپنا مقصد پس پشت ڈال دیا تو شاید آپکا حال بھی سابقہ حکمرانوں سے مختلف نہ ہو۔ حکمرانوں کے اب تک کے کئے گئے اقدامات ، حکومتی سیٹ اپ اور قومی سلامتی کونسل کے اکثر اراکین کے انتخاب سے ملک و ملت کو کسی معجزہ یا انقلابی تبدیلی کی توقع نہیں ہے۔ اکثر سول ارباب حکومت ماضی کی سیکولر حکومتوں کے زنگ آلودہ پرزے رہ چکے ہیں۔ جاں بلب قوم کو جن نئے ''مسیحاؤں'' کی آمد کی نوید مسرت دی جارہی تھی۔ ماضی میں انکا تجویز کردہ علاج تدبیریں اور دوائیں قوم کے حق میں کارگر ثابت نہیں ہوئیں تھیں اور نہ ہی انکا ''اعجاز مسیحائی'' کام آیا تھا۔ ؎

عجب آں نیست کہ ''اعجاز مسیحاداری'' عجب این است کہ بیمار تو بیمار ترست (اقبال)

معلوم نہیں کہ راتوں رات ان چلے کارتوسوں کے ہاتھوں میں کون ساچراغ ہنر تھما دیا ہے جس سے شب دیجور کے اثرات کافور ہو جائیں گے۔ ؎

نہ تم بدلے نہ ہم بدلے نہ دل کی آرزو بدلی میں کیسے اعتبارِ انقلابِ آسماں کرلوں

پھر دینی جماعتوں کو اس بات پر بھی تشویش ہے کہ تمام حکومتی سیٹ اپ میں اسلامی نظام کے متعلق ایک اشارہ تک نہیں پایا جاتا، اور وفاقی کابینہ ، قومی سلامتی کونسل اور تھنک ٹینک میں کسی غیر متنازعہ اور غیر سیاسی علمی دینی شخصیت کا نہ پایا جانا بھی ایک لمحہ ءفکریہ ہے۔

ملک میں پہلے سے کمال اتاترک کو آئیڈیل قرار دینے سے شکوک و شبہات نے جنم لیا ہے۔ دارالعلوم حقانیہ میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سے ملنے کیلئے آئے ہوئے متعدد بڑے بڑے مغربی اخبارات کے جرنلسٹوں نے مولانا مدظلہ کو بتایا کہ ہمیں اپنے سفارتخانوں نے بریف کیا ہے کہ فوجی حکومت ، دینی مدارس اور دینی حلقوں کیلئے ترکی کی سیکولر فوجی حکومت جیسی ثابت ہوگی۔ خدا ایسا نہ کرے اور نہ ہمیں اپنی بہادر اسلام پسند اور مجاہد فوج سے یہ توقع ہے۔ بلکہ ہمیں امید ہے کہ ان شاء اللہ اسلامی نظام جو دو قومی نظریہ کی بنیادی اساس ہے کو عملی طور پر نافذ کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ اور تحریک طالبان افغانستان کی نہ صرف ہر ممکن مدد کی جائیگی بلکہ انکے خلاف عالمی سازشوں کی روک تھام بھی کی جائے گی۔ جنرل پرویز مشرف صاحب نے اپنے سات نکاتی